Regd. I. No 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

نور

یہدی اللہ لنورہ من یشآء

ہر ماہ کی ۷ اور ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے	۳ روپے
” ششماہی ”	۱/۱۲
” سالانہ سرپرستوں سے	۱۰ روپے
” امراء سے	۵ روپے
” ممالک غیر سے	صرف ۸ شلنگ

جلد ۲۵ — اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ — نمبر ۲

میری کتاب ست ایڈیشن پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا تبصرہ

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی کتاب ست ایڈیشن میں نے پڑھی ہے۔ مجھے یہ کتاب بہت ہی پسند آئی، اور اس کے ختم کرنے پر قلب میں نہایت ہی مسرت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اس کے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ صاحب ضرور مسلمان تھے، اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے، بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے اللہ تعالیٰ آپکی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے، میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی اور کثرت سے اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں بھی تقسیم کریگی، دس کتب آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں، اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں۔

خاکسار مرزا محمود احمد

الحمد للہ! یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی، کہ اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرے ایڈیشن کی طباعت کیلئے مسودہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے، اور یہ دوسرا ایڈیشن انشاء اللہ پہلے ایڈیشن سے نسبتاً بہت زیادہ ٹھوس میٹریل کا ذخیرہ اپنے اندر لئے ہوئے ہوگا، تبلیغی نقطہ خیال سے اسکی قیمت قریباً اصل لاگت ہی ہوگی، جن دوستوں کی درخواستیں پہلے آئینگی، انہیں دو آنہ فی روپیہ رعایت دیجائیگی۔ درخواستیں اس پتہ پر ہوں:-

مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

میری کتاب آریہ مذہب کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ارشاد مبارک

یہ کتاب ۱۹۲۳ء میں جبکہ ملکانہ میں فتنہ ارتداد نہایت زوروں پر تھا، اس کے ازالہ کیلئے لکھی گئی تھی، بعد از ملاحظہ حضور نے اس کتاب کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ ”آریہ مت کا موجودہ فتنہ جس قسم کی شورش کا موجب ہوا ہے، وہ ہماری جماعت سے پوشیدہ نہیں جس کے سینکڑوں آدمی ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر اس نبیوں اور بزرگوں کی ہتک کرنے والی بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان کو انسان سے بھی محدود کرنے والے فرقہ کی غلط بیانیوں کا ازالہ کرنے میں مشغول ہیں، ضروری ہے کہ اس فرقہ کے عقائد سے اس کے حالات سے پوری طرح واقفیت حاصل کی جائے کہ اس کے بغیر پوری طرح اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے نہایت محنت سے ایک کتاب ”آریہ مذہب کی حقیقت“ لکھی ہے جو امید ہے کہ اس فرقہ کی حالت سے خبردار کرنے اور اس کے اعتراضوں کے دفعیہ کے لئے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی، پس میں تمام احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خود بھی اس کتاب کو خریدیں اور پڑھیں، اور دوسروں کو بھی مفت شائع کریں، تا لوگ اس زہر سے بچیں اور دوسروں کو بچا سکیں۔“

پہلا ایڈیشن اس کا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، پہلا ایڈیشن ۸۰ صفحات کا تھا، اور ان دنوں کاغذ وغیرہ بہت گراں تھا، اسلئے قیمت ایک روپیہ رکھی گئی تھی، یہ دوسرا ایڈیشن جس کے ۱۰۸ صفحات ہیں اور اپنے اندر پہلے ایڈیشن کی نسبت معلومات کا زیادہ ذخیرہ رکھتا ہے، باوجود اس قدر صفحات کے قیمت برائے نام یعنی ساڑھے پانچ آنے فی نسخہ مقرر کی گئی ہے۔ جو اصل لاگت ہے۔

(ملنے کا پتہ):- **مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

آفتاب برقی پریس قادیان میں باہتمام شیخ غلام حسین پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

احراریوں پر دلچسپ تبصرہ

خدا رکھے ہماری قوم کے لیڈر جب لڑائی پر آتے ہیں، تو نہایت مزے مزے کی چوٹیں کرتے ہیں، ایک تو مسلمان قوم طبعاً جنگجو ٹھیری، دوسرے ان کے ہر رہنما میں ضرور کوئی نہ کوئی کمزوری ہوئی، اس لئے ان کی لڑائی ہر اعتبار سے دلچسپ ہوتی ہے، اور پھر اخباروں کی جودت طبع اس لڑائی میں وہ رونق پیدا کرتی ہے کہ فردوسی کا شاہنامہ گرو ہوکر رہ جاتا ہے،

خبر شائع ہوتی ہے کہ محمڈن ہال میں قریشی کا کرتہ پھاڑ دیا گیا دوسرے دن قریشی صاحب اخباروں میں اعلان کرتے ہیں کہ "میں نے کرتہ سلوالیا ہے" الحمدللہ علی ذالک، ستار العیوب نے مسلمانوں پر رحم کیا، ورنہ اگر مولانا قریشی کرتہ نہ سلواتے تو امت مرحومہ بیٹی کی گلیوں میں ننگی پھرتی۔

ایک اخبار نے پہلے صفحہ پر امرتسر کے کسی جلسے کا حال لکھتے ہوئے عنوان تحریر کیا "مولوی مظہر علی اظہر کا پاجامہ پھاڑ دیا گیا" لیکن احرار کے اخبار میں مولوی صاحب کی "بصیرت افروز تقریر" کا تذکرہ موجود ہے اور پاجامہ پھٹ جانے کے "بصارت سوز واقعہ" کا ذکر ہی نہیں، اب ملت بیضا بڑی مشکل میں ہے، آخر کس چیز کو صحیح سمجھے، آیا پاجامہ پھٹا یا بصیرت افروز تقریر ہوئی، ہمارے خیال میں اسکی تحقیقات کیلئے بقول مسلم لیگ ایک شاہی کمیشن مقرر ہونا چاہیئے۔ جسکے ممبر "شاہی" کی رعایت سے مولانا عطاءاللہ شاہ اور سید سرور شاہ بہت موزون رہیں گے۔

احرار کے اخبار "مجاہد" نے مولانا اختر علی خاں کو "ٹنڈ" کا خطاب دیا ہے اب اسکے جواب میں غالباً "زمیندار" مجلس احرار کو "رہٹ" کے لقب سے ملقب کردیگا، جسمیں بیشمار "ٹنڈیں" ہوتی ہیں جس طرح ٹنڈیں کنوئیں سے پانی نکالکر زمین کو سیراب کرتی چلی جاتی ہیں، اسیطرح ملت کی "ٹنڈیں" قوم کی جیب سے چندہ نکالتی چلی جاتی ہیں، اور اپنی کھیتی کو سرسبز رکھتی ہیں، جب تک کنوئیں میں پانی ہے یہ چکر یونہی چلتا رہیگا۔

"زمیندار" نے ایک نظم شائع کی جس کا ترجیعی مصرع تھا۔ ؎

پنجاب کے احرار - اسلام کے غدار

اس کے جواب میں "مجاہد" کا صفحہ اول ایک نظم سے مزین کیا گیا ہے جسکی ترجیع یہ ہے ؎ اخبار زمیندار - اسلام کا غدار

"زمیندار" احرار کی غداری اسلام کی یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ انہوں نے مسجد شہید گنج کی تحریک میں شرکت اختیار نہ کی، لیکن احرار کا اخبار زمیندار کی غداری کا ثبوت صرف یہ دیتا ہے کہ "زمیندار" ؎

احرار کی فوجوں کے مقابل جو ڈٹا ہے

پھر کیوں نہ یہ کمبخت ہو رسوا سر بازار

اخبار زمیندار - اسلام کا غدار

یہ وہ لوگ ہیں جو قوم کے لیڈر کہلاتے ہیں، اور مذہب، اخلاق معاشرت، سیاست بلکہ ادب میں بھی قوم کی رہنمائی کا دم بھرتے ہیں تحفظ شہید گنج، حفاظت اوقاف ومساجد، تبلیغ کانفرنس، مجلس ہلال احمر، دارالمصنفین اور خدا جانے کیا کچھ الا بلا ان کے پروگرام میں شامل ہے، متحد ہوتے ہیں، تو قوم کا ہزاروں روپیہ اور نہایت قیمتی مہینے محض قادیانیوں کے خلاف دشنام طرازی میں ضائع کرا دیتے ہیں، اور جب متفرق ہوجاتے ہیں۔ تو آپس میں جنگ وپیکار کا وہ سلسلہ شروع کرتے ہیں کہ ساری قوم ایک دوسرے سے دست وگریباں ہوجاتی ہے ؎

تمام رہ دسفر راستے میں لٹ جاتا ٭ خدا کا شکر ہمیں کوئی راہنما نہ ملا

(انقلاب ۱۳ اگست)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیضہ!

اگرچہ ایک خوفناک و مہلک وبا ہے تاہم "امرت دھارا" رجسٹرڈ اس کیلئے بھی ایک مؤثر حفظ ماتقدم اور کامل علاج ثابت ہوئی ہے، امرت دھارا معدہ کی امراض عمومی و خانگی تکالیف کے لئے نہایت ضروری دوا ہے

قیمت فی شیشی سالم 2/8/- نصف شیشی 1/4/- ہمیشہ اپنے پاس رکھیئے نمونہ کی شیشی صرف آٹھ آنے -/8/-

احتیاط:- نقلوں سے بچو، کیونکہ سخت و دیرینہ امراض میں دہوکہ دیکر تشویش کو بڑھادیں گی، صحت کے معاملہ میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو۔

خط وکتابت وتار کیلئے پتہ امرت دھارا ۱۲۶ لاہور

المشتہر منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؂ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ؂

کیا سکھ یہ سُنہری موقع کھو دیں گے؟

(۲)

اسی عنوان سے میں پہلے مضمون میں جو ۲۷ جولائی کی پرچہ میں شائع ہو چکا ہے، کسی حد تک بوضاحت ثابت کر چکا ہوں کہ زمانہ سابقہ میں مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات نہایت خوشگوار رہے، ان کی کبھی کوئی مذہبی جنگ نہیں ہوئی، اور میری قدرتی خواہش ہے کہ آئندہ بھی سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار رہیں۔ کیونکہ ہم ایک دوسرے کے ہمسایہ ہیں، اور اس ہمسائیگت کے رشتہ میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ کبھی اس سے آزاد نہیں ہو سکتے قدرتی طور پر ایک کا دکھ دوسرے پر اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، بس جب ہمیں اکٹھی زندگی گذارنی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اُسے خوش اسلوبی سے نہ گذاریں، اس کیلئے ضروری ہے، کہ ہم ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں، ورنہ ہماری زندگی تلخ ہو جائے گی شہید گنج کی مسجد کا معاملہ ایک ایسا معاملہ تھا کہ اگر سکھ صاحبان مسلمانوں کے جذبات کی کچھ بھی پرواہ کرتے تو یقیناً ہمیشہ کیلئے وہ مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنا سکتے تھے، اور اب بھی اس کے لئے وقت ہے۔ مسلمان چاہتے کیا ہیں؟ مسجد وہ مسجد جو سکھوں کے واجب الاحترام گورو ہر گوبند جی مہاراج نے مسلمانوں کی خاطر خود اپنے گاؤں ہر گوبند پور میں زر کثیر صرف کر کے بنوادی۔ تاکہ مسلمان وہاں ایک خدا کی عبادت کر سکیں۔ وہ مسجد جس کے متعلق شری گورو گرنتھ صاحب آد میں باین الفاظ ذکر آیا ہے ؎

فریدا بے نماز اکتیا اے نہ بھلی ریت
کدی چل نہ آیوں پنجے وقت مسیت
اُٹھ فریدا وضو ساد ھ صبح نماز گزار
جو سر سائیں نہ نیویں سو سر کپ اتار
جو سر سائیں نہ نیویں سو سر کیجے کائیں
کنّی ہیٹھ جلائیے بالن سندی تھائیں

یعنی جو نماز نہیں پڑھتے، خدا کی عبادت نہیں کرتے اور نماز کی ادائیگی کیلئے باقاعدہ پانچوں وقت مسجد میں نہیں جاتے ان کی زندگی نہایت ہی نجس زندگی ہے۔

یہ شلوک اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سکھوں کے مقدس لٹریچر میں مسجد کا بہت احترام ہے، یہ احترام تو اس بات کا تقاضا کرتا تھا، کہ جہاں ضرورت ہوتی، سکھ خود مسلمانوں کو مسجد بنا کر دیتے اور پھر جو مسلمانوں کی مسجد ایک یا دوسری وجہ سے سکھوں کے قبضہ میں آ چکی تھی، وہ از خود ہی مسلمانوں کے حوالے کر دیتے، سکھوں کی یہ نیکی رہتی دنیا تک یاد رہتی، ہمسائیگت میں یہ ضروری نہیں کہ ہم ایک دوسرے سے وہی سلوک کریں جس کے لئے قانوناً ہم مجبور ہوں۔ بلکہ پڑوسیوں کیلئے نہ صرف کئی بلکہ اکثر حالات میں قربانی سے کام لینا پڑتا ہے اور پڑوسی کے جذبات کا ایسا ہی خیال رکھنا پڑتا ہے جیسا کہ اپنے جذبات کا۔ مسلمانوں نے سکھ ہمسایہ قوم کے جذبات کو کبھی نظر انداز نہیں کیا اور اس وقت بھی ان کے احساسات کے احترام کو مقدم رکھا جبکہ سکھوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی تاریخ اور پھر تاریخ بھی وہ جو گورو خالصہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس بات کی بہترین شاہد ہے اس میں لکھا ہے، کہ اکبر بادشاہ لاہور جاتا ہوا گوندوال گورو امرداس صاحب کے پاس گیا، اور پانصد اشرفیاں گورو صاحب کی نذر کیں۔ اور گورو کے لنگر کیلئے بارہ گاؤں وقف کر دیئے۔ بادشاہ اکبر کی اس رواداری کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے پھر گورو امرداس پر ایک گوبندہ نامی ہندو نے مقدمہ دائر کیا اور حاکم ضلع جعفر بیگ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا تو حاکم نے مقدمہ خارج کر دیا۔ دہلی میں اپیل ہوئی۔ وہاں سے بھی خارج ہوا۔ پھر اکبر جب کابل کی طرف سے واپس آیا تو چوتھے گورو گورو رامداس کے درشنوں کیلئے گیا اور ایک سو ایک اشرفیاں نذر کیں، اور خاص جاگیر کے ساتھ شری امرت سر کی حد بندی کرا دی۔ اس کے بعد جب پانچویں گورو گورو ارجن دیو جی مہاراج نے ترن تارن کو آباد کرنا چاہا تو بلاسپور ی کے مسلمان راجپوتوں نے بخوشی اس تیرتھ کے لئے زمین پیش کی اور عبدالمجید خاں حاکم فتح آباد نے اس کی سند معافی لکھ دی، ذرا غور تو کیجئے کہ مسلمان بادشاہ اور حاکم گورو صاحبان سے کس قدر حسن سلوک کرتے رہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اس واجب الاحترام پوتر بانی کے حامل ہیں جس میں لکھا ہے کہ

مہر مسیت صدق مصلےٰ حق حلال قرآن

یعنی مسجد میں جانے سے اللہ کی مہر حاصل ہوتی ہے پھر اسی تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ جب گورو جی بیاس کے پار ہو کر موضع ڈلّے گئے تو سید عزیز خاں حاکم جالندھر گورو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور شبد سنکر بہت خوش ہوا، گورو صاحب سے درخواست کی کہ آپ یہاں ایک گاؤں آباد کیجئے، چنانچہ وہاں ایک گاؤں آباد کیا گیا۔ جس کا نام کرتار پور ہے۔ پھر تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جب وزیر چندو لعل نے بادشاہ سلامت کے حضور یہ شکایت کی کہ سکھوں کے گورو نے ایک ایسی کتاب بنائی ہے۔ جس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جگہ بجگہ توہین آمیز الفاظ ہیں تو بادشاہ نے چندو لعل کی بات پر اعتبار نہ کیا۔ حالانکہ چندو لعل اسوقت ریونیو منسٹر یعنی وزیر مال تھا، بلکہ گورو گرنتھ صاحب کو نہایت احترام سے دربار میں لایا گیا، اور کھلوا کر جگہ بجگہ سنا گیا، مگر وہ بجائے برائی کے اسلام کی جگہ بجگہ تعریف پائی۔ جسے سنکر شاہ وقت بہت خوش ہوئے اور بہت سی اشرفیاں نذر کیں اور سب سکھوں کو ایک ایک دوشالہ اور گورو صاحب کو ایک خلعت فاخرہ دیا گیا، یہ رواداری کا کیسا بہترین نمونہ ہے اور یہ صحیح ہے کہ ہم رواداری سے ہی دوسروں کے قلوب پر فتح پا سکتے ہیں، رواداری ہی ملک کی حالت کو خوشگوار بنا سکتی ہے۔ رواداری ہی سے ہم ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کر سکتے ہیں، اور رواداری ہی سوراج جیسی نعمت سے مستفیض کر سکتی ہے پھر تاریخ میں لکھا ہے کہ مغل بادشاہ جب کابل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے واپسی پر گورو ارجن دیو جی مہاراج سے ملے تو سوءِ اتفاق سے ان دنوں ملک میں بہت قحط پڑا ہوا تھا، گورو صاحب کے معمولی اشارہ پر نہ صرف یہی کہ تمام پنجاب کا سارا مالیہ معاف کر دیا، بلکہ اپنی طرف سے بھی بہت سا اناج لوگوں میں تقسیم کیا، اور اس سے تمام لوگوں میں گورو صاحب کی بہت نیک نامی ہوئی، جس سے متاثر ہو کر بہت سی لوگ گورو صاحب کے عقیدتمند بن گئے، اور جس کے نتیجہ میں گورو صاحب کی جماعت کو بہت ترقی حاصل ہوئی

شری گورو ہرگوبند صاحب کے متعلق بعض لوگوں نے شکایت کی کہ ملک میں بغاوت کی روح پیدا کر رہے ہیں۔ اور اگر ابھی سے اس کا سدباب نہ کیا گیا تو نتیجہ خطرناک ہوگا بادشاہ نے محض لوگوں کے کہنے پر اعتماد نہ کیا، بلکہ گورو صاحب کے ساتھ خود گفتگو کرنا ضروری سمجھا، تاکہ حقیقت تک پہنچنے کے لئے آسانی ہو، چنانچہ شری گورو صاحب کو دہلی بلایا گیا، گورو صاحب نے شہر کے باہر قیام کیا، اور بادشاہ کو جب گورو صاحب کے تشریف لانیکی خبر ملی تو ان کے لئے تنبو، قناتیں اور کھانا وغیرہ بھجوا دیا، دوسرے روز گورو صاحب قلعہ میں تشریف لائے، بادشاہ نہایت ادب سے پیش آیا، صندل کی چوکی جو نہایت متبرک سمجھی جاتی تھی، اس پر گورو صاحب کو بٹھایا، شبد سنکر بادشاہ سلامت بہت خوش ہوئے، اور گورو صاحب کی بہت تعریف کی، حضرت گورو نانک صاحب کی بھی بہت تعریف فرمائی۔ اور پانچسو روپیہ روزانہ گورو صاحب کے لنگر کے لئے مقرر کیا، ہر روز بادشاہ سلامت گورو صاحب کو شکار کیلئے اپنے ہمراہ لے جاتے، پھر جب آگرہ کی طرف روانہ ہوئے تو گورو صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے اور راستہ میں راجپوت راجاؤں سے گورو صاحب کو نذریں دلاتے گئے، گورو صاحب کیلئے سات اتواپ کی سلامی اور ایک ہزار فوج کے رکھنے کی اجازت دی، اور پنجاب کے حاکموں پر نگران مقرر کیا، پھر جب گورو صاحب واپس آنے لگے، تو بادشاہ سلامت خود ملاقات کیلئے تشریف لائے، پانچ گھوڑے، سونے چاندی کی کاٹھیاں جڑاؤ دستہ کی تلوار، پانچہزار کا خلعت مع موتی مالا جڑاؤ کنٹھا اور ایک سو ایک اکبری مہریں نذر میں پیش کیں اور آپ کے ساتھیوں کو قیمتی دوشالے دیئے۔

جب شاہجہان تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا، تو اس وقت کئی لوگوں نے بادشاہ کے حضور گورو صاحب کی شکایت کی، مگر بادشاہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لائے، اور براہ راست گورو صاحب سے گفتگو کی۔ ملاقات ہونے پر تمام اصلیت کھل گئی، اور بادشاہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے، کہ یہ شکایات کچھ حقیقت نہیں رکھتیں، لہٰذا اسی وقت پانچسو روپیہ نقد اور اڑھائی سو روپیہ روزانہ رسد لنگر کیلئے مقرر کی۔

غرضیکہ گزشتہ زمانہ میں مسلمانوں کے تعلقات سکھوں سے ایسے خوشگوار رہے ہیں۔ کہ اس کی جسقدر بھی تعریف کی جائے، کم ہے، یہ نہیں کہ مسلمان بادشاہ جن کی جبروت جن کے دبدبہ اور جن کی شوکت سے اس وقت سارا ہندوستان کانپتا تھا، وہ سکھوں کے چند انے گنے افراد سے ڈرتے تھے، نہیں، نہیں ہرگز نہیں چونکہ یہ بادشاہ خدا خوف اور خدا پرست تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ گورو صاحبان صوفیانہ رنگ میں رنگین ہیں اور کئی صوفی مسلمان فقراء سے ان کے تعلقات خوشگوار ہیں اور پھر یہ کہ جس مقدس کتاب کے یہ ماننے والے ہیں۔ اس کی تعلیم سلامت روی، توحید پرستی پر مبنی اور اسلام کے بہت قریب ہے تو انہوں نے گورو صاحبان کو اسی توقیر سے دیکھا، جس سے وہ دیگر صوفیان کرام اور واجب الاحترام مذہبی ہستیوں کو دیکھتے تھے۔ جب آٹھویں گورو شری ہرکرشن جی حضرت اورنگزیب سے ملاقی ہوئے، تو بادشاہ سلامت وہ بادشاہ جسے مفسد مورخ خطرناک متعصب قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے گورو صاحب کے لئے اڑھائی سو روپیہ روزانہ مقرر فرمایا اور جب گورو صاحب کو چیچک نکلی تو شاہی طبیب ان کے معالجہ کیلئے روانہ کئے یہ بہترین رواداری کے نظارے اور امثلہ ایسی ہیں کہ جو آنے والی نسلوں کے لئے ایک بہترین شاہراہ قائم کرتی ہیں، اور اگر ہم اس رویہ پر قدم زن ہو سکیں تو آج ہندوستان کے بھلے دن آ سکتے ہیں۔ ہندوستان میں لاکھوں مساجد ہونگی، ایک مسجد کی کمی آجانے سے کوئی اتنا فرق نہیں پڑ سکتا، مگر مسلمانوں کے دل ہاتھوں میں لینے کیلئے قدرت نے سکھوں کو یہ ایک سنہری موقعہ دیا تھا، در اصل قدرت سکھ صاحبان کا امتحان لینا چاہتی ہے کہ وہ سکھ جن کا مذہب بہترین رواداری کا حامی ہے اس مقدس کتاب کے پیرو جو یہ ہدایت کرتی ہے کہ ؎

اول اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

جن کے واجب الاحترام گرنتھ کی یہ تعلیم ہو ؎

دیولا مسیت سوئی پوجا و نماز اوئی
دو تہرا نہ بھید کوئی بھول بھرم مانیو

یعنی ٹھاکر دوارہ اور مسجد یکساں قابل احترام ہیں کیونکہ ان دونوں میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے، پوجا اور نماز کے سامنے ہماری گردن جھک جانی چاہئیے، کیونکہ ان دونوں میں خدا کی تعریف کی جاتی ہے، پھر جن کی مقدس کتاب کا یہ ارشاد ہو کہ ؎

کبیر سپنے ہوں بڑرائیکے جنیہ مکھ نکسے رام
تانکے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

یعنی اگر خواب میں بھی کسی کی زبان سے اللہ کا نام نکلے، تو ایسے شخص پر میں سو سو بار قربان، اگر ایسے شخص کے پاؤں کی جوتی میرے چمڑے سے بنائی جائے تو یہ میری عین خوش قسمتی ہوگی، قدرت آج اس قوم کا امتحان لے رہی ہے، کہ یہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ کہاں تک رواداری سے کام لیتی ہے، اس رواداری میں کیا مانگا جاتا ہے؟ مسجد! وہ مسجد جو کبھی مسلمانوں کے قبضہ میں تھی، جسے مسلمانوں کے بزرگان نے بنوایا تھا، مگر آج کسی وجہ سے سکھوں کے قبضہ میں ہے، قانونی رنگ میں وہ قانون جو انسان کا بنایا ہوا ہے ممکن ہے مسلمانوں کا اس مسجد پر کوئی حق نہ ہو، مگر اس سے بڑھکر ایک اور قانون بھی ہے، جو اخلاق اور رواداری کا قانون ہے لہٰذا میں اس اخلاق اور رواداری کے نام پر سکھ صاحبان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں اپنی ہمسایہ قوم کے احساسات کا پاس کریں، یقیناً اس کے نتیجہ میں وہ مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے اپنا والا بنا لیں گے، اور حقیقی نیکی وہی ہے جو نیکی کی خاطر کی جائے۔

خدا کرے سکھ دوست اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں تاکہ آنے والے زمانہ میں ہمارے تعلقات نہایت خوشگوار ہو سکیں، اس رواداری کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھ صاحبان کا نام ہمیشہ نیکی سے لیا جائیگا۔ اور یہ سودا مادی لحاظ سے بھی انہیں مہنگا نہیں پڑے گا۔ ایک ایسی قوم جو احسان شناسی کا مادہ رکھتی ہے، آئندہ زندگی کے کئی مراحل میں سکھوں کے کام آسکتی ہے۔

شذرات

وید پرچار اور آریہ سماج

اس موضوع پر ۲۸ جولائی کے آریہ گزٹ میں ایک دردانگیز مضمون درج ہے جس میں اس بات پر قلق کا اظہار کیا گیا ہے کہ "آریہ سماج وید پرچار کی طرف بہت کم توجہ دے رہا ہے"۔

یہ بات بہت حد تک درست ہے اور جب تک آریہ سماج ویدوں کے تراجم مختلف السنہ میں نہیں کریگا ویدوں کی اشاعت کی کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی، آریہ سماج کو قائم ہوئے نصف صدی ہونے کو ہے مگر اسوقت تک اور تو اور ہندی میں بھی آریہ سماج ویدوں کے مکمل تراجم شائع نہیں کر سکا، اردو اور دیگر السنہ کو تو جانے دیجئے، آریہ سماج مناظرات اور مباحثات کیلئے جسقدر تیز رو واقع ہوا ہے، کاش اس سے نصف توجہ وہ ویدوں کے تراجم پر بھی دیتا۔ جب موجودہ زمانہ کے لوگ ویدوں کی زبان کو سمجھ ہی نہیں سکتے، تو وہ ویدوں سے فائدہ ہی کیا اُٹھا سکتے ہیں۔ ویدوں سے فائدہ اُٹھانے کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ آریہ سماج ویدوں کے تراجم مختلف زبانوں میں کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرے ورنہ اس وقت تک آریہ سماج کا ویدوں کے تراجم نہ کرنا لوگوں کی ذہنیتوں کو دو طرف لے جا رہا ہے، ایک تو یہ کہ آریہ سماج میں کوئی ایسا عالم ہے ہی نہیں، جو ویدوں کے تراجم کر سکے اور یا یہ کہ کسی وجہ سے آریہ سماج ویدوں کے تراجم لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہتا، بہرحال جب تک آریہ سماج جو زبانی طور پر وید پرچار کا بڑا حامی ہے، ویدوں کے تراجم نہ کرے، لوگوں کو حق ہے کہ آریہ سماج کے اس رویہ پر جو چاہیں رائے قائم کریں۔

مُسلمانوں میں تنظیم کی ضرورت

شہید گنج کے واقعہ نے بتلا دیا کہ مسلمانوں میں تنظیم کی اشد ضرورت ہے اور یہ تنظیم اس اصول پر ہو سکتی ہے کہ مشترکہ اغراض میں مسلمان ایک ہو جانا سیکھیں، اور اس تنظیم کا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہئیے کہ وہ اسلامی اوقاف کو اپنے قبضہ میں لے، جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے بیت المال میں اگر کروڑوں نہیں تو لاکھوں روپیہ سالانہ جمع ہو سکتا ہے اور اس کے ذریعہ سینکڑوں صنعتی سکول کھل سکتے ہیں۔ جن سے لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کے غریب اور یتیم بچے پل سکتے ہیں، خدا کرے مسلمان اپنے نیک و بد کو سمجھتے ہوئے جلد سے جلد اپنی تنظیم کو عملی جامہ پہنا سکیں

آریہ سماجیوں کیلئے ایک نیا سبق

۲۸ جولائی کا آریہ گزٹ اس عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ "آریہ سماجیں اگر اپنے اردگرد آنکھیں کھول کر دیکھیں تو وہ مسلمانوں سے بہت کچھ سبق حاصل کر سکتی ہیں، مثلاً مسلمانوں کی پانچ دفعہ نماز انہیں نماز کے وقت ایک مرکزی مقام پر جمع کر کے باہمی ہمدردی اور صلاح و مشورہ میں بہت کچھ معاون ثابت ہوتی ہے، جمعہ کی نماز شہر بھر کے مسلمانوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ ایک مرکز پہ لا کر جمع کر دیتی ہے۔" یہ صحیح ہے کہ آریہ سماج نے اسلام سے بہت کچھ سیکھا اور ابھی ابھی بہت کچھ سیکھنا باقی ہے توحید، تحریک شدھی، مساوات کا تخیل، یہ سب کچھ آریہ سماج نے اسلام سے لیا، بقول آنجہانی باو بپن چندر پال بنگالی کہ "آریہ سماج اسلام کا شاگرد ہے" ہاں یہ دوسری بات ہے کہ یہ شاگرد رشید ہے یا کچھ اور بہرحال شاگرد ہونے میں کلام نہیں۔

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

۲۸ جولائی کے پرکاش میں ایڈیٹر مہاشہ کرشن کے قلم سے ایک دردانگیز آرٹیکل شائع ہوا ہے، جس کا عنوان ہے "پنڈت بدھ دیو کا جو تا رشی دیانند کے سر پر" جس میں بتلا گیا ہے کہ حیدرآباد میں سناتنیوں سے مباحثہ کرتے ہوئے اس امر کا ثبوت دینے کیلئے کہ آریہ سماج بت پرست نہیں، سوامی دیانند کی تصویر کو پنڈت موصوف نے پاؤں سے ٹھکرایا، اسے مالک پرکاش اور آریہ سماج نے بہت بُرا منایا ہے، اور قدرتاً بُرا منانا ہی چاہئیے تھا مگر برا منانے کا وقت وہ تھا جبکہ آریہ سماج مباحثات میں دیگر مذاہب کے لیڈروں پر بے باکی سے حملہ اور ہوتا تھا بُرا منانے کا وقت وہ تھا، جب آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش میں دیگر ہادیان مذاہب پر کرخت اور ناقابل برداشت نکتہ چینی سے کام لیا، اور پھر بُرا منانے کا وقت وہ تھا جب کہ مالک پرکاش کے ایک لفٹنٹ نے رنگیلا رسول جیسی کتاب کے شائع کرنے کا حوصلہ کیا جو لوگ دیگر مذاہب کے ہادیوں کی عزت نہیں کرتے یقیناً وہ اپنے بزرگوں کی بھی خاطر خواہ عزت نہیں کر سکتے۔ اگر آریہ سماج اپنے آدمیوں سے اپنے بزرگوں کی عزت کرانے کا خواہشمند ہے تو اسے اپنے ہاں پہلے ایسی فضا پیدا کرنی چاہئیے، جو دیگر مذاہب کے ہادیوں کی عزت کی روادار ہو، کیا آریہ سماج میرے اس ہمدردانہ مشورہ پر غور کریگا۔

شملہ میں مجلس مشاعرہ

خدا خوش رکھے سردار ایس ایس چرن سنگھ صاحب شہید مالک و چیف ایڈیٹر اخبار موجی کو جو ہر سال شملہ میں اپنی ہمت سے کوہی دربار یعنی مجلس مشاعرہ منعقد کرتے ہیں، ابکی دفعہ یہ مجلس مشاعرہ بڑے وسیع پیمانے پر ۱۵ ستمبر بروز اتوار شملہ میں قرار پائی ہے، یہ مشاعرہ پنجابی زبان میں ہوا کرتا ہے اس دفعہ کی مجلس مشاعرہ میں چند ایک خصوصیات ہیں۔ اول کوئی پرانی نظم نہیں پڑھی جائیگی اور علاوہ ازیں شعرہی، انگریز اور امریکن بھی پنجابی زبان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں نظمیں پڑھیں گے، پنجابی ڈرامہ بھی دکھلایا جائے گا۔ مسلمانوں کو بھی اس پنجابی مشاعرہ میں ضرور حصہ لینا چاہئیے۔ کیونکہ پنجابی زبان کو اصلی ترقی اور عروج دینے والے مسلمان ہی ہیں۔ ہیر رانجھا جو پنجابی زبان میں جوٹی کی تصنیف مانی جاتی ہے، اور جس کے تراجم دوسری زبانوں میں بھی ہوئے ہیں اس کے مؤلف اور مصنف ایک مسلمان ہوئے ہیں۔ اسی طرح پنجابی زبان میں جو مسلمہ شاعری کی کتب کے مصنف گزرے ہیں۔ وہ سب مسلمان ہی تھے، اس پنجابی مشاعرہ کیلئے اگر کوئی بات دریافت طلب ہو تو سردار ایس ایس چرن سنگھ صاحب شہید چھوٹا شملہ سے خط و کتابت کی جائے۔

اُردُو و ہندی کا جھگڑا

۵ راگست کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "ہندی کی ترقی اور دوبارہ زندگی نے ایک طرف جہاں ملک میں اپنی قدیم تہذیب اور قدیم تصورات کو فروغ دیا ہے، وہاں دوسری طرف اردو کے حامیوں کو اس وہم میں بھی مبتلا کر دیا ہے کہ ہندی دراصل اردو کی موت ہے۔ اور اس موت کا سبب وہ ہندو ہیں، جو ہندی پرچار کے حامی ہیں۔" ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ ہندو ہندی کی حمایت کیوں کرتے ہیں۔ ان کا حق ہے کہ وہ ہندی کی حمایت کریں اور پورے زور سے کریں، ہاں ہمیں تعجب ہے تو اس پر کہ وہ اردو کا جامہ پہن کر یا اردو کے اسلحہ سے آراستہ ہو کر ہندی کی حمایت کیوں کرتے ہیں، مثلاً پرتاپ جو ہندی کی حمایت میں پیش پیش ہے، خود تو اردو میں شائع ہوتا ہے، اور حمایت کرتا ہے ہندی کی، یہ کیا عجیب تماشا ہے، اگر پرتاپ ہندی کی توسیع کیلئے اتنا ہی درد رکھتا ہے تو سب سے اول اسے اپنے اخبار کو ہندی میں کرنا چاہئیے۔

رادھا سوامی اور لباس

۵ راگست کا پرتاب لکھتا ہے کہ "اخبارات میں یہ شائع ہوا ہے کہ حال ہی میں رادھا سوامی مت کے پیروؤں کی آگرہ میں ایک میٹنگ ہوئی، رادھا سوامیوں کے گورو شری سوامی جی مہاراج اس کے صدر تھے، اس میں فیصلہ ہوا کہ آئندہ سب رادھا سوامی پبلک کے سامنے انگریزی لباس میں آیا کریں۔" ویسے تو یہ کوئی عجیب بات نہیں آجکل ہندوؤں کا نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ قریباً سو فی صدی ہی انگریزی لباس کا حامی ہے، مگر مذہبی رنگ میں انگریزی لباس کو فوقیت دینی اس کیلئے میں کسی جماعت کو شاباش نہیں دے سکتا۔ کیونکہ غیر ملکی لباس اختیار کرنا ایک گونہ غلامی کی نشانی ہے اور پھر انگریزی لباس سرد ممالک کیلئے مفید ہو سکتا ہو تو دوسری بات، ہندوستان ایسے گرم ملک کیلئے اسے مفید نہیں کہا جا سکتا۔

تو پھر حجر اسود کے بوسہ پر اعتراض کیوں؟

۴ راگست کے ریفارمر میں مہاشہ چموپتی ایم۔ اے ایک مضمون کے دوران میں لکھتے ہیں کہ "اگر کسی عزیز کی تصویر کو بوسہ دیکر ہم مورتی پوجک نہیں ہوتے، اگر شہیدوں کی خاک کو سر آنکھوں پر رکھکر ہم بت پرست نہیں بنتے، تو رشی کی تصویر کا احترام کر کے ہم بت پرست کیونکر ہو سکتے ہیں۔" جب صورت حال یہ ہے تو پھر مسلمانوں کے حجر اسود کو بوسہ دینے پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے؟ دراصل آریہ سماج کا سمجھدار طبقہ دل سے اس بات کو مانتا ہے کہ یہ صرف احترامی جذبہ کا اظہار ہے، اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں، مگر پھر بھی وہ موقع بہ موقع اسلام پر معترض ہونے کو معیوب نہیں سمجھتا، کیا اسے اصول پرستی کا نام دیا جا سکتا ہے نہیں کیونکہ اپنے گھر کو لگے تو آگ دوسرے کے گھر کو لگے تو بسنتر دیوتا۔

مُورتی کے ساتھ دُنیا کا سفر

قدامت پسند ہندو طبقہ غیر ممالک کے سفر اختیار کرنے سے بایں وجوہ اجتناب کیا کرتا تھا، کہ ان کی طرز رہائش اور قدامت پسندانہ طریق سفر میں قائم نہیں رہ سکتا، اس لئے ایسے قدامت پسند لوگوں کو غیر ممالک کے سفر کی سہولیت پہنچانے کیلئے ایک خاص جہاز کا انتظام کیا گیا ہے جس میں کھانے پینے کا تمام سامان قدامت پسندوں کی خواہش کے مطابق ہوگا، اس جہاز کے ایک حصہ میں ان کی پوجا کیلئے ایک مورتی بھی رکھ دی جائیگی، مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ اہل جہاز کی بنائی ہوئی مورتی کو قبول کر سکیں گے پھر مختلف ہندو ...... مختلف دیوتاؤں کے پوجاری ہیں۔ مثلاً ایک شو کا ہے تو دوسرا وشنو کا اور تیسرا برہما وغیرہ کا اور چوتھا کالی مائی اور بھیروہ وغیرہ کا، اس کا حل اہل جہاز نے کیا سوچا ہے، بہرحال اہل جہاز کی جدت قابل داد ہے۔

مُسلمانوں کا بھی حق ہے

۴ راگست کے شیر پنجاب نے مسلمانوں کے اس مطالبہ کو بہت بُرا منایا ہے کہ وہ تلوار کیوں مانگتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر سکھوں کو کرپان رکھنے کا حق ہے تو مسلمانوں کو بھی تلوار رکھنے کی اجازت ہونی چاہئیے، کیونکہ مسلمانوں کیلئے قرآن مجید کا یہ صاف ارشاد ہے کہ خذوا اسلحتکم (رکھو اپنے ہتھیار اپنے پاس) پ ۵ رکوع ۱۲ - بلکہ اس مطالبہ پر سکھوں کو خوش ہونا چاہئیے تھا، کہ اس ضمن میں مسلمانوں اور سکھوں کا مذاہب کا طریق کار ایک ہی ہے۔ مسلمانوں نے سکھوں کے کرپان رکھنے کو کبھی برا نہیں منایا پھر سکھ کیوں برا منائیں، جبکہ وہ خود کرپان کا رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ع

آنچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگراں مپسند

سناتنی آریہ سماجی

۴ راگست کا پرکاش لکھتا ہے کہ "ابھی ایک ہفتہ ہوا اچاریہ پروفیسر رام دیو نے آریہ سماج لاہور میں لیکچر دیتے ہوئے کہا، میں تو سناتنی آریہ سماجی ہوں، بھگوان امورت ہیں ان کی مورتی نہیں ہو سکتی، لیکن اگر کوئی ان کی مورتی بنا دے تو میں اس کے سامنے اپنا سر جھکانے کو تیار ہوں" مہاشہ رام دیو نے مورتی پوجا کے متعلق اپنے جس جذبے کا اظہار کیا ہے اسے عجیب نہیں سمجھنا چاہئیے، کیونکہ آریہ سماج کا بیشتر حصہ سناتنیوں سے آیا ہے اور وہ اپنے گزشتہ سنسکاروں کو اپنے ساتھ لایا ہے اور یہ اسلام کو ہی فوقیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ مورتی پوجا کی طرف خواب میں بھی ان کا وہم نہیں جاسکتا [illegible]ل اور نقل میں یہی فرق ہوا کرتا ہے۔

نور کے مضامین کی قبولیت

جناب محمد اکرم صاحب موچی دروازہ لاہور سے لکھتے ہیں کہ "نور اور الفضل کے پرچوں میں مسجد شہید گنج کے متعلق آپ کے مضامین بعنوان "کیا سکھ یہ سنہری موقع کھو دینگے" دیکھے، مضامین نہایت ہی اعلیٰ ہیں، غیر احمدی اسے بیحد پسند کرتے ہیں جو سنتا ہے عش عش کر اٹھتا ہے، ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ مضمون لکھنے والے کون صاحب ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسے ٹریکٹ یا پوسٹر کی صورت میں شائع کرکے بکثرت چسپاں کیا جائے۔ جناب کا کیا خیال ہے؟"

نور۔ یہ بہت مبارک اور اعلیٰ تجویز ہے، جتنی جلدی یہ ہو سکے انشاء اللہ اتنے ہی زیادہ اس کے خوشگوار نتائج برآمد ہونگے۔ مجھے جناب مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے بتلایا کہ کسی صاحب نے میرے اس مضمون کا انگریزی میں ترجمہ سول اینڈ ملٹری گزٹ میں بھی چھپوایا ہے، اس کے لئے میں جتنا بھی خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں تھوڑا ہے، کہ جس نے محض اپنے فضل سے ان مضامین کو یہ شرف قبولیت بخشا۔

میری ایک کتاب بہت بڑی شخصیت کی نظر میں!

عالیجناب کرنل نواب سر محمد اکبر خاں آف ہوتی تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرمی جناب شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ آپکی مرسلہ کتاب "حضرت بابا نانکؒ کا مذہب" میں نے پڑھی یہ کتاب میرے معلومات کیلئے از حد مفید ثابت ہوئی ہے جس کے لئے میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔" یہ اللہ کا خاص فضل ہے کہ اس نے میری تصانیف کو یہ شرف قبولیت بخشا۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ عدم تعمیل معاف

ایک سکھ سردار کا محبت بھرا خط

جناب سردار سمپورن سنگھ صاحب پولیس آفیسر تحریر فرماتے ہیں کہ کرمفرمائے جناب ایڈیٹر صاحب نور۔ دست بستہ ادائے آداب غلامانہ کے التماس ہے کہ آپ یہ خط دیکھکر حیران تو ہونگے کہ یہ کس اجنبی شخص کا خط ہے اس میں کلام نہیں کہ میں اس وقت آپ سے سینکڑوں میلوں کے فاصلے پر ہوں مگر دل میں بدستور آپکی وہی محبت وعزت ہر وقت موجزن رہتی ہے، میں نے کوشش کی تھی کہ کسی نہ کسی طرح میری تبدیلی ضلع گورداسپور میں ہو جائے، تاکہ گاہ بگاہ آپ کے درشن کرنے کا موقع ملتا رہے، مگر شومئے قسمت سے میں اس میں کامیاب نہیں ہو سکا، ہو سکتا تھا کہ میں اب بھی خط لکھنے میں سستی کر چھوڑتا مگر یہ معلوم کرکے کہ آپ کے دشمنوں نے بمقام پشاور آپ پر مہلک حملہ کیا ہے، جس سے اللہ نے آپ کو بال بال بچایا۔ میں نے ان حالات کو اخبارات میں پڑھا اور حقیقت کے معلوم کرنے کیلئے بے چین تھا لہٰذا آپ بواپسی ڈاک حقیقت حال سے آگاہ فرمائیں تاکہ تسلی ہو، میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھے آپ اکثر اوقات یاد آتے رہتے ہیں، کیونکہ آپ جیسا مخلص ہمدرد اور حقیقی خیر خواہ دوست ملنا بہت مشکل ہے، اور آپ کی یہ صفات اس طرح میرے دل پر نقش ہو چکی ہیں کہ تا زیست قائم رہینگی، مکرر تاکید ہے کہ آپ بواپسی ڈاک ضرور اپنے حالات سے مطلع فرمائیے تاکہ تسلی ہو۔

نور۔ یہ صاحب میرے ہم مکتب رہے ہیں اور ہماری باہمی ایسی محبت تھی، جیسا کہ ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے ہوتی ہے، اب چالیس سال کے بعد ان کا یہ خط آیا ہے اور قدرتی طور پر مجھے خوشی ہوئی، میرے ہمنام قاضی محمد یوسف صاحب پر جو پشاور میں حملہ ہوا، نام کی مشابہت کی وجہ سے ان کا خیال میری طرف گیا اور سابقہ محبت عود کر آئی جس کی وجہ سے انہوں نے مجھے خط لکھنا ضروری سمجھا جسکے لئے میں ان کا مشکور ہوں، میری خواہش ہے کہ یہ دوست میرے اور بھی قریب ہو سکیں لہٰذا دوست دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ میری یہ نیک خواہش بر لائے۔ آمین۔

تنازعہ شہید گنج اور اخبار پریم پرچارک

رادھا سوامیوں کے اخبار پریم پرچارک دیال باغ آگرہ نے اپنی ۲۲ جولائی کی اشاعت میں لکھا ہے کہ "سکھوں کو قانونی حق حاصل تھا کہ وہ مسجد شہید گنج کے ساتھ حسب منشاء سلوک کریں لیکن اس کے باوجود ان کا ایسے نازک مرحلہ پر مسجد کو مسمار کر دینا کم از کم انسانیت و شرافت کی نگاہ میں ایک انتہائی افسوسناک فعل ہے۔" پرچارک کی رائے بہت معقول ہے، کیونکہ دنیا میں اور خصوصاً ہمسایوں کے ساتھ محض قانون پر چلنے سے ہی کام نہیں بنتا، بلکہ اس سے بڑھکر ایک اور احسن قانون پر چلنے کی ضرورت ہے جسے عرف عام میں اخلاق کہتے ہیں، اگر ایک یا دوسری وجہ سے سکھ یہ مسجد مسلمانوں کے حوالے نہیں کر سکتے تھے تو کم از کم اس مرحلہ پر اسے گرانا نہیں چاہئے تھا، جس نے نمکپاشی کا کام کیا، میری یہ زبردست خواہش ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات اچھے ہو سکیں، مگر یہ تب ہی ہو سکتا ہے، جبکہ طرفین کے دلوں میں یہ نیک جذبہ پیدا ہو۔

وی پیوں کیلئے دوستوں کو اطلاع

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے، دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں، ایسے مجاہد پرچہ کی مدد کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنیکے مصداق ہے، جن دوستوں کا چندہ ختم ہے، یکم ستمبر کو ان کے نام وی پی ہونگے، مجھے قوی امید ہے کہ دوست ضرور ہی وی پی وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دینگے، فرقان حمید کا ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت زیر طبع ہے، اس کے لئے جسقدر توجہ کی ضرورت ہے اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نور کے فنڈ کے مقروض ہونیکی وجہ سے دوسرے ضروری تبلیغی کاموں پر غیر معمولی اثر پڑ رہا ہے، دوستوں کے وی پی وصول فرمانے سے یہ بوجھ کسی حد تک ضرور ہلکا ہو سکتا ہے، لہٰذا دوستوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ وی پی وصول کر لیں، تاکہ میں اپنی توجہ کو بہتر رنگ میں فرقان حمید کے ہندی ترجمہ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گو رنمکھی سیرت پر دے سکوں۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کردیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا مشکل ہوجاتا ہے، ہماری افیون چھڑاؤ گولیاں بہت جلد اس مصیبت سے نجات دلادیگی

مکرم و معظم جناب نور احمد صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر ساہنیوال سے تحریر فرماتے ہیں کہ " آپ کی مرسلہ گولیاں استعمال ہو رہی ہیں جو صاحب اس کو استعمال کر رہے ہیں، وہ بیس سال سے افیون کھانے کی وبا میں مبتلا تھے ان کا افیون کھانا قریباً قریباً چھٹ گیا ہے، گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں، تھوڑی گولیوں کی اور ضرورت ہے لہٰذا یکصد گولی بدیدن خط ہذا بذریعہ وی پی بھیجدیجئے "

ملنے کا پتہ منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

مُسلمانوں کی کمزوری کا راز

آج تم اپنی ذلت کو روتے ہو، اپنی رسوائی پر آنسو بہاتے ہو۔ اپنی بے بسی اور ناطاقتی کا ماتم کرتے ہو لیکن تم نے کبھی سوچا ہے کہ آئے دن ان ذلتوں کا باعث کیا ہے، یاد رکھو، جب تک تمہارے لیڈر، تمہارے کارکن، تمہارے اخبار نویس، تمہارے علماء ایک دوسرے کو بُرا کہنا، ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونا، ایک دوسرے کی تکفیر کرنا ترک نہیں کریں گے، اور مسلمانوں میں ایسی ذہنیت پیدا نہ کریں گے، کہ وہ کسی قومی مصیبت کے وقت ایک لمحہ کے اندر ایک گروہ، ایک انسان کی رہنمائی قبول کرکے ایک ہی طرز عمل اختیار کریں، اور حصول مقصد کیلئے انتہائی قربانی دینے پر آمادہ ہوجائیں، تمہاری یہ ذلتیں، یہ رسوائیاں برابر جاری رہیں گی، یہاں تک کہ غیرت اسلامی اور حمیت ایمانی کا ایک ذرہ جو تم میں باقی رہ گیا ہے وہ بھی آہستہ آہستہ غائب ہوجائے گا۔ اور تم اس ملک میں اغیار کی جوتیاں کھانے اور اچھوتوں کی سی زندگی بسر کرنے کیلئے رہ جاؤ گے، آؤ، ایک دفعہ فیصلہ کرلو کہ تمہیں اس دنیا میں عزت و اقتدار سے رہنا ہے، اس دنیا میں عزت و اقتدار کی نعمت صرف اسی قوم کو ملتی ہے، جو "متحد و منظم ہو" آپس میں بھی لڑو اور دشمن پر بھی فتح پاؤ، یہ دنیا میں نہ آج تک کبھی ہوا ہے نہ ہوگا، تم بہت آزمائے جاچکے ہو جی چاہے تو آزما دیکھو۔

مُسلمانوں کی رواداری

(از سر پی - سی - رائے)

چودھویں صدی سے لیکر بیسویں صدی کے آغاز تک ہندوستان کے لوگ فرقہ داری کے نام سے ناآشنا تھے، ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ فرقہ داری بالکل نئی ایجاد ہے اور سیاسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر پیدا کی گئی ہے، الفنسٹن ہسٹری آف انڈیا سے مندرجہ ذیل اقتباسات اس حقیقت کے ثبوت میں پیش کئے جاسکتے ہیں۔

ہندوؤں کے ساتھ کچھ حد تک نفرت کی جاتی تھی لیکن مسلمانوں کا رویہ مخالفانہ نہیں تھا، ہندوؤں سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا، اور دیگر طریقوں سے بھی امتیازی سلوک کیا جاتا تھا، لیکن ان کے مذہبی فرائض کی سرانجام دہی میں رکاوٹ نہیں ڈالی جاتی تھی، ہندو فوجی کمانڈر غالباً زمیندار ہوا کرتے تھے، اس میں کچھ شک نہیں، سول عہدوں خصوصاً محکمہ مال اور اکاؤنٹس میں ہندو بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔

مبارک خلجی کے زمانہ میں (۲۱-۱۳۱۷ء) تقریباً تقریباً تمام نظم و نسق ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا، شیر شاہ کے زمانہ ہندو فوج میں بڑے بڑے عہدوں پر ملازم تھے۔ شیر شاہ نے برسر اقتدار آتے ہی ہندوؤں کو فوج میں عہدے دینے کی پالیسی پر عمل شروع کردیا تھا۔ اس کا سب سے بہترین جرنیل برہم جیت گوڑ تھا، چنوسہ اور بلگرام دونوں لڑائیوں کے بعد اس جرنیل کو ہمایوں کے تعاقب میں بھیجا گیا تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ محمود غزنوی کے وقت بھی ہندوؤں کو مسلمانوں کی فوج میں ملازم رکھا جاتا تھا۔

شیر شاہ ہندوستان کا پہلا شہنشاہ تھا جس نے لوگوں کی خواہشات کی بنا پر اپنی حکومت کی بنیاد رکھنے کی کوشش کی، سٹر کین کے بیان کے مطابق انگریزوں نے بھی اتنی دانشمندی کا اظہار نہیں کیا، جتنا کہ اس پٹھان شہنشاہ نے۔

محمد عادل شاہ نے ۱۵۵۳ء میں اپنی حکومت کی باگ ڈور ایک ہندو ہیمو کے ہاتھ میں دیدی۔ ہیمو پہلے ایک معمولی دکان کیا کرتا تھا، اور شکل و شباہت سے نچلے طبقہ کا آدمی معلوم ہوتا تھا، ان نقائص کے باوجود ہیمو میں اتنی قابلیت اور قوت ارادی تھی۔ کہ اس نے اپنی پوزیشن کو قائم رکھا، اور بادشاہ کی بے وقوفیوں کے باوجود سلطنت کے حصے بخرے نہ ہونے دیئے۔

ہندو اورنگ زیب کے عہد میں

اورنگ زیب کے عہد حکومت میں بھی (۱۷۰۷-۱۶۵۹ء) ہندو سلطنت کے بڑے بڑے ذمہ دار عہدوں پر ممتاز تھے بنگال میں اورنگ زیب کے صوبیدار مرشد قلی خان کے ماتحت سول محکمہ جات میں تقریباً تمام بڑے بڑے عہدوں پر اور فوج میں بھی کئی اعلیٰ عہدوں پر ہندو افسر فائز تھے، اگر مغل شہنشاہ کے دل میں ہندوؤں کے خلاف نفرت ہوتی تو وہ نہ صرف اپنے صوبیدار کی اس پالیسی کی حوصلہ شکنی کرتا بلکہ اس کیلئے اسے سخت جھاڑ بھی ڈالتا۔

یہی نہیں بلکہ دہلی میں بھی محکمہ مال کا افسر اعلیٰ ایک ہندو ہی تھا، جب اورنگ زیب اور اس کے بھائیوں کے درمیان تخت کے حصول کیلئے جنگ ہو رہی تھی، مغل سلطنت کا وزیر اعظم جعفر خان تھا، لیکن محکمہ مال کا تمام نظم و نسق اس کے ایک تجربہ کار اسسٹنٹ دیوان رگھوناتھ کھتری کے جسے رائے رایاں بھی کہا جاتا تھا، ہاتھ میں تھا، تخت حاصل کرنے کے بعد اورنگ زیب نے دیوانی کے اس عارضی انتظام کو جاری رکھا اور دیوان رگھوناتھ کو راجہ کا خطاب عطا کیا، (۱۵ جون ۱۶۵۸ء) راجہ رگھوناتھ ایک قابل منتظم مدبر اور نہایت محنتی شخص تھا۔ (دیکھئے۔ این سرکار۔ اورنگزیب صفحہ ۷۲)

عموماً کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے تعصب اور مذہبی غیر رواداری سے ہندوؤں کو ناراض کرلیا تھا لیکن اس کے عہد حکومت میں اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ کسی ہندو کو ہندو ہونے کی وجہ سے موت، قید یا جرمانہ وغیرہ کی سزا دی گئی ہو، یا کسی ہندو کو اپنے مذہبی فرائض کی سرانجام دہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے روکا گیا ہو۔

اورنگ زیب نے سیواجی کے خلاف لڑنے کے لئے راجپوت راجاؤں جسونت راؤ اور بعد میں راجہ جے سنگھ کی امداد سے فائدہ اٹھایا، اگرچہ وہ دلیر خاں کو ان کے ساتھ کر دیا کرتا تھا، اس کی وجہ یہ نہیں تھی، کہ اس کے دل میں ہندوؤں کے خلاف جذبہ تھا، بلکہ یہ کہ وہ نہایت شکی مزاج تھا۔ اسے ہندو جرنیلوں کی نسبت اپنے لڑکوں معظم، اکبر اور دیگر شہزادوں پر زیادہ شک تھا، اسے ہمیشہ یہ خدشہ رہتا تھا، کہ کہیں اس کے لڑکے اس کی اپنی مثال کی پیروی نہ کریں، ہر ایک شخص اس بات سے واقف ہے کہ اورنگ زیب کی موت کے بعد مغل سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، اور ہندوؤں نے بطور آزاد راجاؤں یا مسلمان حکمرانوں کے ماتحت فوجی کمانڈروں کی حیثیت میں ملک کے نظم و نسق پر بہت جلد اقتدار حاصل کر لیا۔

ہندوؤں کی رواداری

پارسیوں کی تاریخ پڑھنے سے ہندوؤں کی رواداری کا پتہ چلتا ہے، آٹھویں صدی میں جب عربوں نے ایران کو فتح کیا، تو یہ لوگ وہاں سے ہجرت کر کے ہندوستان میں آ گئے، یہ لوگ سب سے پہلے گجرات کے ساحل پر سنجان کے مقام پر اترے۔ گجرات کے ہندو حکمران نے ان کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا،

ہندوؤں کی رواداری کی دوسری مثال یہ ہے۔ اورنگزیب کے لڑکے محمد اکبر نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی اور راجپوتوں کی مدد سے تخت حاصل کرنا چاہا۔ وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا، لیکن راجپوت لیڈر درگا داس بدقسمت شہزادہ کو تمام قسم کے خطرات اٹھا کر مرہٹہ پیشوا سمبھاجی کے دربار میں لے گیا، اورنگ زیب اپنے پوتے اور پوتی کو واپس لینا چاہتا تھا، اس لئے اسے درگا داس کے ساتھ صلح کرنی پڑی، یہ واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے، اکبر اپنے شیر خوار بچے بلند اختر اور اپنی لڑکی کو اپنے راٹھور اتحادیوں کے پاس چھوڑ گیا، کیونکہ بچے نہایت چھوٹے تھے، اور سفر کی تکالیف برداشت نہیں کر سکتے تھے، درگا داس نے انہیں گردھر جوشی کے چارج میں ایک ایسے مقام پر رکھا جہاں پہنچنا نہایت مشکل تھا، دونوں بچے (۹۸-۱۶۸۱ء) تک راٹھوروں کے پاس رہے اور اس دوران میں نہ صرف ان کی صحت اور اخلاق کا ہی خیال رکھا گیا، بلکہ انہیں اسلامی تعلیم بھی دی گئی، (جے۔ این سرکار اورنگ زیب ص ۲۸۱ و ۲۸۲)

بنگال میں فرقہ داری نام کو نہیں تھی

بنگال میں فرقہ داری کا نام و نشان نہیں تھا، بنگال کے آزاد پٹھان سلطان بنگالی زبان کی سرپرستی کرتے رہے، بنگال کے زمینداروں کے اختیارات کم و بیش اسی قسم کے تھے، جس قسم کے وسطی زمانہ میں یورپ میں فیوڈل لارڈز کے تھے، بنگال میں اس وقت ۱۲ نیم آزاد سردار تھے۔ پٹھان سلطان ان سے مالیہ وصول کر لیتے تھے اور ان کے اندرونی انتظام میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتے تھے، ان سرداروں میں زیادہ تعداد ہندوؤں کی تھی، ہندوؤں کو ترجیح دینے کی وجہ کا لارڈ رابرٹ کلائیو کی زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے، جب ان سرداروں کے اختیارات مسلمان حکمرانوں کے ہاتھ میں آئے، تو مالیات اور اندرونی پالیسی کے متعلق دیگر انتظامات بدستور ہندوؤں کے ہاتھ میں رہے، ہندو مسلمان وزیروں کے ماتحت بدستور خزانہ کے انچارج رہے اور اس طرح انہوں نے ملک کے بڑے بڑے متمول ہندوؤں سے تعلق قائم رکھا۔

ایک مسلمان حکمران نے اس سوال کے جواب میں کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کی بجائے ہندو سرداروں اور زمینداروں کو کیوں ترجیح دیتا ہے، کہا تھا کہ مسلمان چھاننی کی طرح ہیں اس میں جو کچھ ڈالا جاتا ہے تمام نیچے گر جاتا ہے اور ہندو اسفنج کی طرح ہے اس میں جو کچھ ڈالا جاتا ہے، جمع رہتا ہے اور جب دباؤ ڈالا جاتا ہے، تو وہ چیز واپس مل جاتی ہے۔

اس کے علاوہ کئی اور وجوہ کی بنا پر بھی مسلمان حکمرانوں کو اپنے دربار اور فوج میں ہندوؤں کی حوصلہ افزائی کرنی پڑتی تھی، ایک وجہ یہ تھی، ہندوؤں کو بڑے بڑے عہدے دینے سے ان کے رشتہ دار ہندوؤں کو مسلمان حکمران کے خلاف بھڑکا نہیں سکتے تھے، دہلی کے بادشاہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے مسلمان حکمران نے اس خیال کو پیش نظر رکھا ان کی اس پالیسی نے ہندوؤں کی دولت اور خوبیوں کے ساتھ مل کر ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت کو مستحکم کر دیا اور وہ اتنا لمبا عرصہ ہندوستان پر حکومت کرتے رہے، جب کوئی مسلمان حکمران کسی ہندو حکمران پر فتح حاصل کرتا تھا تو اندرونی انتظام میں بہت کم فرق پڑتا تھا، چھوٹے چھوٹے ہندو سردار بجائے ہندو حکمران کو مالیہ دینے کے مسلمان حکمران کو دینے لگتے تھے اس کے سوائے ان کے اختیارات وغیرہ میں کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا تھا۔

ہندو وزیروں اور افسروں نے جتنی مغل بادشاہوں کی خدمات سرانجام دی ہیں، اتنی شاید وہ اپنے کسی ہم مذہب حکمران کی بھی سرانجام نہ دے سکتے۔ چونکہ مسلمان حکمرانوں میں بھاری رواداری تھی۔ اور ان کے پرانے مذہبی رواجوں کو نہیں چھیڑا جاتا تھا، اس لئے ہندوؤں کے دل میں مسلمان حکمرانوں کے خلاف جذبہ پیدا نہیں ہوتا تھا، علی قلی خاں نے بنگال میں سرکردہ ہندوؤں کو بڑے بڑے افسر اور کونسلر مقرر کیا اور اس کے مشورہ پر عمل کرتا رہا، اس کے سرکردہ مشیروں میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر مشہور ہیں۔ دریا نرائن۔ بھوپتی رائے، کشور رائے، جسونت رائے، اور رگھو نندن۔ فوج کے بڑے بڑے عہدے بھی ہندوؤں کے ہاتھ میں رہے۔ لاہوری مل اور دلیپ سنگھ اگرچہ ہندو تھے، لیکن ہندوؤں کے خلاف لڑنے والی فوجوں کے کمانڈر رہے، علی وردی کے عہد میں سب سے بڑا فوجی کمانڈر ایک ہندو نند لال تھا، راجہ جانکی رام اس کا نہایت معتمد مشیر تھا، راجہ جانکی رام کے دونوں لڑکے راجہ درسبھ رام، راجہ رام نرائن بھی بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھے، ۱۳ویں صدی سے لیکر پلاسی کی لڑائی تک بنگال کے ہندوؤں نے کبھی یہ محسوس نہ کیا، کہ وہ ایک غیر ملکی حکومت کے ماتحت ہیں، سول اور فوج کے بڑے بڑے عہدے انکے ہاتھ میں تھے، راجہ بیر بھوم کے علاوہ تمام بڑے زمیندار ہندو تھے۔

ایک غلط فہمی

ہندوؤں کی تاریخ کو سرسری نظر سے پڑھنے والا فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ صرف اکبر نے ہی مذہبی رواداری کی پالیسی پر عمل کیا اور نظم و نسق میں ہندوؤں کا تعاون حاصل کیا، حالانکہ علاؤ الدین خلجی کے عہد سے ہندوؤں کے ساتھ رواداری کا سلوک ہوتا رہا، اور ہندوؤں کے ملازمتوں میں بھرتی ہونے پر کوئی پابندی عائد نہ کی گئی۔

اس کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہئے کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں اتحاد نہیں تھا مسلمان حکمران اپنے ہم مذہب حکمرانوں کے خلاف ہندو حکمرانوں سے معاہدے کرتے رہے، برعکس اس کے ہندوؤں نے بھی ہندو حکمرانوں کے خلاف مسلمان حکمرانوں سے معاہدے کئے، مسلمانوں نے بطور مسلمان کے کبھی فرقہ داری کا اظہار نہ کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان بادشاہوں نے ہندو وزیر رکھے، ہندو سرداروں کی مدد حاصل کی، ہندو عورتوں سے شادی کی، اور ہندو لٹریچر کی سرپرستی کی، وجے گڑھ کے ہندو راجاؤں نے اپنی فوج میں مسلمان سپاہی رکھے، اور انہیں زمین دی ان کے لئے مسجدیں تعمیر کروائیں، اور ان کے مذہبی جذبات کا احترام کیا، فوج میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایکدوسرے سے ملکر رہنے کی وجہ سے ایک نئی زبان اردو عالم وجود میں آئی، کشمیر کے مسلم بادشاہ زین العابدین نے ہندوؤں کو بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا، اور رواداری کی پالیسی پر عمل کیا، اسی طرح بنگال کا حکمران حسین شاہ بھی بہترین ہندو حکمران تھا، اس نے بنگالی زبان کی سرپرستی کی۔

ہندو اور مسلمان فقیر

ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلق سے مذہبی خیالات میں بھی زبردست انقلاب آیا، رامانج نے جو ایک ذات کے برہمن تھے، تمام جاتیوں میں جن میں چمار بھی شامل تھے بھگوان رام کی تعلیم کا پرچار کیا، ان کے دو مشہور چیلے روہی داس اور کبیر ہوئے، کبیر ذات کا جولاہا تھا، انہوں نے اس بات کا پرچار کیا، کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا خدا ایک ہے، رام اور رحیم میں کوئی فرق نہیں ہے، حقیقت میں تمام مذاہب ایک ہیں، مہاراشٹر میں نام دیو نے پرچار کیا، کہ ہندوؤں کا رام اور مسلمانوں کا اللہ ایک ہی ہے نام دیو اور ریک ماتھ اچھوتوں سے کھلم کھلا ملتے رہے اور انہوں نے لوگوں کو مساوات کی تعلیم دی۔ چے تنیہ سوامی کے چیلوں میں کئی مسلمان بھی شامل تھے،

فرقہ داری زمانہ حال کی ایجاد ہے

حقیقت یہ ہے کہ فرقہ داری زمانہ حال کی ایجاد ہے تیس سال ہوئے ہندوستان میں کوئی شخص فرقہ داری کا نام بھی نہیں جانتا تھا، میرے بچپن کے دنوں میں میرے پتا درگا پوجا کے دنوں میں گدائے پور کے قاضیوں کو دعوت دیا کرتے تھے، اور وہ ان کی دعوت پر ہمارے گھر آیا کرتے تھے، بنگال میں تقریباً ہر جگہ یہی حالت تھی۔ دونوں فرقوں کے درمیان نہایت خوشگوار تعلقات تھے بریڈلے برٹ نے ۱۹۰۶ء میں دونوں فرقوں کے خوشگوار تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے، ہندو شیخ محمد یوسف کے مقبرے کا احترام کرتے ہیں۔ اگر کسی کسان کو اپنی فصل کی تباہی کا خطرہ ہوتا ہے، تو وہ مٹھی بھر چاول لاکر مقبرے پر بھینٹ چڑھاتا ہے، شیخ محمد یوسف کے مزار سے تھوڑے فاصلہ پر بگلا صاحب کی قبر ہے، جس کی دونوں ہندو اور مسلمان عزت کرتے ہیں، مذہبی جھگڑے بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ دونوں فرقے نہایت صلح اور شانتی سے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کا حقہ بھی پینے لگے ہیں۔

انگلستان میں فرقہ داری

۱۴ویں صدی سے لیکر مسلمانوں کے عہد حکومت میں ہندوؤں پر کبھی اس لئے پابندی عائد نہیں کی گئی کہ وہ وہ ہیں، لیکن انگلستان میں حالات اس کے بالکل برعکس تھے، انگلستان میں نہ صرف کیتھولکوں بلکہ اختلاف رائے رکھنے والے پروٹسٹنٹوں کو بھی سخت اذیتیں پہونچائی گئیں۔

ہندوستان اور جاپان کے نیشنل کیریکٹر میں فرق

جاپان کے تمام گھروں، ہوٹلوں، قہوہ خانوں اور دکانوں میں لفظ "آری گاتو" کا بہت استعمال ہوتا ہے، اس کے معنی شکریہ یا تھینک یو ہیں، ذرا سا کام یا احسان کردیجئے لڑکا، لڑکی، مرد، عورت، چھوٹا اور بڑا کوئی بھی ہو، وہ آپ کے سامنے پہلے اپنا سر جھکائے گا اور پھر شکریہ کہے گا۔

آپ موٹر میں سوار ہوتے ہیں، ٹکٹ دینے والی کنڈکٹر آپ کے سامنے آکر سر جھکاتی ہے، آپ پیسے دیتے ہیں، وہ ٹکٹ کاٹتی ہے، اور شکریہ ادا کرتی ہے، جس جگہ پڑاو پر جاکر بس یا موٹر کھڑی ہوتی ہے، وہاں پر وہ لڑکی سب سے پہلے خود اترتی ہے اور اترنے والے ہر ایک مرد اور عورت اور بچے کو باری باری سے شکریہ کہتی ہے، کیا مجال کہ کسی سے ایسا کہنا چوک جائے۔

آپ ریلوے گاڑی میں سفر کر رہے ہیں، گارڈ ٹکٹ چک کرنے کیلئے ڈبے میں داخل ہوتا ہے، آتے ہی وہ ایک آواز دیتا ہے، ٹکٹ دکھانے کی مہربانی کیجئے، ہر ایک مسافر تک پہنچنے پر وہ پہلے سر جھکاتا ہے، پھر ٹکٹ دیکھتا ہے اور شکریہ ادا کرتا ہے، ہم نے اگر زیادہ نہیں تو قریباً دو ماہ تو ضرور ہی جاپان کی گاڑیوں میں گذارے ہوں گے ان دو ماہ میں ہم نے کسی ایک شخص کو بغیر ٹکٹ سفر کرتے ہوئے نہیں دیکھا، لیکن ہندوستان میں اس کے مقابلہ پر اگر کوئی شخص صرف چند گھنٹے ایک ریل گاڑی میں بیٹھے، تو اسے دو چار ایسے کیس ضرور ملیں گے جو بغیر ٹکٹ کے سفر کر رہے ہوتے ہیں ان میں سے اکثر بھیک منگے اور نام نہاد سادھو فقیر ہوتے ہیں، جاپان میں بھی ایسے فقیروں کی شاید تھوڑی سی تعداد ہے، لیکن اس لحاظ سے ان کے اخلاق کا معیار اتنا اونچا ہے کہ وہ انہیں بغیر ٹکٹ کے ریل ٹرام یا موٹر بس کا سفر کرنے کی اجازت نہیں دیتا، ٹرام میں تو ٹکٹ دینے کا طریق اور بھی آسان بنا دیا ہے، وہاں پر ٹکٹ دینے والا کنڈکٹر کسی بھی مسافر سے ٹکٹ خریدنے کو نہیں کہتا، وہ یہ سمجھتا ہے کہ ٹکٹ خود مسافر کی ڈیوٹی ہے، وہ مسافر کے پاس سے گزر جائے گا، مسافر نے ٹکٹ لینا ہے تو اسے ٹھہرا لے گا، ٹرام میں ٹکٹ چک کرنے کیلئے کوئی شخص مقرر نہیں ہوتا، کیونکہ اترتے وقت ہر ایک مسافر کو اپنا ٹکٹ ڈرائیور کے حوالے کرنا پڑتا ہے ٹرام یا موٹر بس میں کسی شخص کے پاس ٹکٹ نہ ہو، یہ بات کبھی نہ دیکھی، یہاں ہندوستان میں تو پولیس والے اور دوسرے کئی اشخاص ٹکٹ لینے سے بری ہوتے ہیں، وردی والا کوئی شخص جہاں چاہے سوار ہو جائے ٹکٹ والے مسافر کو جگہ ملے یا نہ ملے، ان دو پٹے داروں کو ضرور جگہ ملنی چاہئے، یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے، کہ ہندوستان کی پولیس والے ایسا کیوں کرتے ہیں صرف اس لئے کہ وہ پولیس کے محکمہ میں کام کرتے ہیں، کیونکہ اگر یہی وجہ ہوتی تو دوسرے ممالک کی پولیس بھی ایسا کرتی، نہیں اس کی ایک وجہ اور ہے، بہت کم استثنے کو چھوڑ کر ہم میں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ ہم بغیر ٹکٹ لئے سفر کریں، کرایہ نہ دیں اور کام ہو جائے، بہت کم اشخاص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جس چیز پر ہمارا کوئی حق نہیں، اسے ہم کیوں استعمال کریں، ہمارا اخلاق اس طرح کا کیوں اور کیسے بن گیا، یہ ایک الگ سوال ہے،

ایک اور بات جو مغربی ممالک میں اکثر دیکھی جاتی ہے لیکن ہندوستان میں بہت کم نظر آتی ہے، جاپان میں یہ عموماً پائی جاتی ہے، عمر اور عورت کی وہاں پر ہر جگہ عزت کی جاتی ہے، موٹر بس مسافروں سے بھری ہے ایک بوڑھا مرد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آجاتا ہے، جگہ نہیں ہے، وہ کھڑا ہو جاتا ہے، اسوقت جتنے بھی نوجوان لڑکے لڑکیاں سوار ہوں گی، وہ اٹھ بیٹھیں گی ہر ایک اپنی سیٹ اس بوڑھے کو پیش کریگا۔ وہ شکریہ کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ جاتا ہے، اس طرح ایک ٹرام بھر گئی ہے ایک عورت کو گود میں لئے ہوئے سوار ہوتی ہے، اسے اُٹھ کر نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنی سیٹ پیش کرتے ہیں۔

ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے، ٹرام اور موٹربس کے کنڈکٹر چاہے وہ لڑکی ہے یا مرد۔ ہر ایک مسافر کی ہر طرح سے مدد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے، ایک ماں کے ساتھ دو بچے ہیں ایک چھاتی کے ساتھ، دوسرا اُنگلی پکڑے ہوئے، ٹرام پر سوار ہونے کیلئے وہ سٹرک پر کھڑی ہے، کنڈکٹر اُسے دیکھتا ہی، تو بڑے بچے کو اُٹھا کر بیٹھلا دیتا ہے، اگر اس عورت کا کوئی بیگ وغیرہ ہوتا ہے تو اسے بھی وہ اندر دھر دیتا ہے ہندوستانی شہروں میں چلنے والی موٹر بسوں اور ٹراموں میں بھی کیا ایسا ہوتا ہے؟

ریل کے سفر میں تو یہ بات دو قدم اور بھی آگے بڑھ گئی ہے، آپ دوسرے درجہ میں سفر کر رہے ہیں، سٹیشن پر گاڑی کھڑی ہوئی ہے گرمی ہے، آپ چاہتے ہیں کہ اگر برف ملا تربوز کا گودا یا آئس کریم مل جائے تو بہت اچھا ہو، کھڑکی سے سر نکالا، گاڑی کے دوسرے سرے پر تربوز والا کھڑا ہے آپکی گھبراہٹ کو دیکھکر ریلوے کا بوائے آتا ہے اور بھاگ کر آپ کیلئے تربوز کے گودے کا ڈبہ لے آتا ہے اور پیسے دے آتا ہے، یہ وہ اسلئے نہیں کرتا کہ اُسے آپ سے ٹپ یا بخشش کی امید ہے بلکہ اسلئے کہ ایسا کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔

یہی حال ریلوے گارڈ کا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے تمام مسافر گاڑی میں سوار ہو گئے ہیں یا کہ نہیں جبتک سبھی چڑھنے والے گاڑی کے اندر داخل نہیں ہو جاتے، تب تک ڈرائیور کو چلنے کیلئے اشارہ نہیں کرتا، اسکی سیٹی اسوقت بجتی ہے، جب تمام مسافر گاڑی میں سوار ہو جاتے ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ کوئی مسافر بھی ریلوے گارڈ کے اس رویہ سے ناجائز فائدہ نہیں اُٹھاتا، اگر گارڈ انکو سوار ہونے کیلئے کافی وقت دیتا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہو سکتے کہ وہ سوار ہونے میں خواہ مخواہ دیر کریں، نہیں گاڑی سے اُترنے والے مسافر اپنا اپنا بیگ یا ٹوکری لئے ہوئے ڈبہ کے دروازے کے سامنے قطار باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، تب سوار ہونے والے مسافر گاڑی کے اندر داخل ہونے شروع ہوتے ہیں۔

لاہور میں اگر کوئی گارڈ اس بات کو دیکھتا ہے کہ تمام مسافر کب گاڑی میں سوار ہوتے ہیں، تاکہ میں ڈرائیور کے لئے سیٹی بجاؤں یا جھنڈی دکھاؤں، تو میرا خیال نہیں کہ وہ کبھی بھی اپنی گاڑی کو چلا سکے، کیونکہ اول تو لوگ اس کے معنی یہ سمجھیں گے کہ چلو ابھی تو گاڑی کھڑی ہی ہے، اس لئے آہستہ آہستہ سامان لاؤ، دوسرے کئی حضرات تو یہ خیال کر کے ہی گھر سے دیر کر کے نکلیں گے، کہ گارڈ تو انتظار کرتا ہی ہے، اس لئے اتنی مارا ماری کرنے کا کیا فائدہ؛

یہاں ہندوستان میں ریلوے ٹکٹ دینے والے اور سامان تولنے والے کلرک بھی عجیب سے انسان ہوتے ہیں میں اور میرا ایک چھوٹا دوست یوروپ سے واپس آ رہے تھے، بمبئی سے لاہور آنا تھا، بمبئی سنٹرل ریلوے سٹیشن پر پہنچے ٹکٹ لئے سامان تلوایا، مشین کے سامنے میں بھی کھڑا تھا، میں نے دیکھا کہ کانٹے کی سوئی ۳۵ سیر پر آ کر کھڑی ہوتی ہے لیکن، بابو بولا، "آپ کا سامان ۳۸ سیر ہے، خیر میں ۳۵ سیر لکھے دیتا ہوں۔" میں خاموش رہا اور حسب عادت شکریہ کہہ دیا، قلی سامان اُٹھا کر لیجانے لگا، تو بابو بولا۔ "کیوں صاحب صرف شکریہ ہی ہے۔" میں سوال کا مطلب نہ سمجھ پایا، جب اس نے پھر وہی فقرہ دہرایا تو مجھے خیال آیا کہ اب میں ہندوستان میں ہوں نہ کہ یوروپ کے کسی شہر میں، اس لئے بابو سے پوچھا، "آپ بتائیے کیا چاہتے ہیں۔" بٹوے میں سے دس روپے کا نوٹ نکال کر میں نے اس کے سامنے کر دیا اور کہا کہ "آپ اس میں سے جتنا چاہیں رکھ لیں۔"

شاید اُسے شرم آئی یا کوئی خیال آیا، اس نے مجھے وہ نوٹ جوں کا توں واپس کر دیا، گاڑی کا وقت ہو رہا تھا۔ اس لئے میں نے زیادہ وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور پلیٹ فارم پر چلا گیا۔

بمبئی کے علاوہ لاہور کا تجربہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، چند روز ہوئے، مجھے کانپور جانے کا موقعہ ہوا ایسٹر کی چھٹیاں تھیں، تیسرے درجہ کی کھڑکی کے سامنے پہنچا تو ۹ بجنے میں صرف ۱۰ منٹ رہے تھے، بھیڑ کافی تھی، لائن باندھ کر کھڑے ہونے کا تو یہاں کہیں رواج ہے ہی نہیں۔ اس لئے ایک طرف کھڑا ہو گیا، باری آئی تو واپسی ٹکٹ مانگا، دس دس کے دو نوٹ بابو کے حوالے کئے، اس نے ٹکٹ اور چھ روپے واپس کرتے ہوئے مجھ سے آٹھ آنے مانگے، میں نے بٹوے میں سے نکال کر آٹھ آنے دیدیئے اور جلدی سے پلیٹ فارم کی طرف بڑھا، گاڑی میں بیٹھا تو ٹکٹ کا کرایہ دیکھا معلوم ہوا کہ بابو صاحب نے عنایت کی ہے، پونے چودہ روپے کرایہ تھا، بیس روپے میں سے اسے مجھ کو چھ روپے چار آنے واپس کرنے چاہئیں تھے، لیکن اس کی بجائے اس نے دیئے صرف ساڑھے پانچ۔ گویا بارہ آنے حضرت ہڑپ کر گئے، مجھے اس بات کا افسوس نہ ہوا بلکہ یہ خیال آیا، کہ ان بابوؤں اور کلرکوں نے میرے جیسے انسان کو آئندہ ان بے معمولی سی بات کیلئے بھی یقین نہ کرنے کے لئے مجبور کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان کے مقابلہ میں فرانس، انگلینڈ، اٹلی، اور جاپان وغیرہ میں ایسے کئی موقعے آئے، جبکہ نووارد ہونے کے باعث غیر ملکی سکوں سے اس قدر واقفیت یا جان پہچان نہ تھی، اس لئے چیز خریدنے پر دوکاندار بابو یا کلرک کو بڑا نوٹ دیدیا اور اس نے اپنے بل کے دام کاٹ کر باقی پیسے پورے دیدیئے، ان ممالک میں کبھی ایک بار بھی کسی نے اس طرح دہوکا نہیں دیا۔

راقم الحروف یہ نہیں کہتا کہ غیر ممالک کے لوگ آسمان سے اُترے ہوئے فرشتے ہیں اور ہندوستانی گرے ہوئے ہیں، لیکن ایک محب وطن کو جو اپنے ملک کو بلندی پر دیکھنا چاہتا ہے۔ اس بات سے چوٹ لگتی ہے، جب وہ دیکھتا ہے کہ اس پہلو میں ہم دوسروں سے کتنے پیچھے ہیں اور اس سے آخر ہم کو ہی نقصان ہے، ان معمولی باتوں کے نہ ہونے سے ہم نقصان اٹھا رہے ہیں اور جب تک یہ ہم میں نہ آئیں گی، تب تک نقصان اُٹھاتے رہیں گے۔ (از کرانتی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیت نمبر ۴۳۸۹

منکہ عطاء اللہ ولد شیخ نانک بخش صاحب شیخ پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن شہر راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری ملکیت میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے، اسوقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جواب -/۴/۱۶۴ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا، میری وفات کے بعد میرا جو متروکہ ثابت ہو، اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں، تو میرے متروکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ اداشدہ شمار ہوگا، فقط العبد عطاء اللہ بقلم خود اسسٹنٹ پوسٹماسٹر راولپنڈی۔ گواہ شد محمد حسین احمدی سکرٹری وصایا راولپنڈی۔ گواہ شد قاضی محمد رشید امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

وصیت نمبر ۴۳۹۵

منکہ شاہنواز ولد چوہدری تاج محمد صاحب قوم جٹ پیشہ وکالت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن چھور، ڈاکخانہ ظفروال تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میرے گاؤں بمقام چھور میں ہماری مشترکہ اراضی ہے، جس میں سے میرا حصہ تقریباً دس بیگھہ مالیتی تخمیناً پانچسو روپیہ و مکان مشترکہ میں حصہ میرا تقریباً سو روپیہ مالیت کا ہے۔ اسباب خانگی و کتب قانونی وغیرہ مالیتی تخمیناً پانسو روپیہ ہے، یعنی کل مالیت جائداد گیارہ سو روپیہ ہے۔ اسوقت میرا گزارہ میری آمد وکالت پر ہے جو تقریباً سو روپیہ ماہوار ہے، میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا، میری وفات کے وقت میرا جو متروکہ ثابت ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں، تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ اداشدہ شمار ہوگا، فقط مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء العبد شاہنواز ولد چوہدری تاج محمد قوم جٹ ساکن چھور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ حال وکیل شہر سیالکوٹ بقلم خود، گواہ شد فضل احمد ولد نواب خاں قوم جٹ باجوہ ساکن تلونڈی عنایت خاں تحصیل پسرور حال وارد شہر سیالکوٹ بقلم خود۔ گواہ شد نبی احمد بی اے ایل ایل بی ولد محمد خاں قوم جٹ سکنہ چھور چک ۱۲۱ ڈاکخانہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد جان محمد امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ شہر ۱۵/۶/۳۵

وصیت نمبر ۴۳۸۵

منکہ عبد العزیز ولد رنگ علی صاحب قوم بٹ کشمیری پیشہ ٹیلر ماسٹر عمر ستر سال تاریخ بیعت ۱۸۹۳ء ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۴/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت ایک مکان واقعہ محلہ حکیم میر حسام الدین صاحب مرحوم مالیتی پانچ ہزار روپیہ ہے، اس کے علاوہ میرا آبائی نصف مکان واقعہ محلہ چاولیاں شہر وزیر آباد مالیتی ساڑھے سات سو روپیہ کا ہے، میں ان ہر دو مکانات کے چھٹے حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں، میری دکان میں اور نقد میرے پاس اسوقت کل چودہ ہزار روپیہ ہے، جو کاروبار چلانے کے واسطے ہے، اس میں سے میں دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں، میرے مرنے کے بعد مذکورہ بالا جائداد غیر منقولہ کے علاوہ اگر کچھ اور بھی منقولہ و غیر منقولہ جائداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، میں انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا، کہ حصہ ہائے وصیت اپنی زندگی میں بہ اقساط ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میں اپنی زندگی میں پورے حصے وصیت ادا نہ کرسکوں تو جو کچھ باقی رہ جائے، اس کے وصول کرنے کا انجمن احمدیہ قادیان کو میری جائداد سے پورا حق حاصل ہوگا، العبد عبد العزیز ولد رنگ علی قوم بٹ کشمیری ساکن شہر سیالکوٹ محلہ حکیم میر حسام الدین صاحب مرحوم بقلم خود مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۵ء۔ گواہ شد قاسم دین احمدی شہر سیالکوٹ کلرک دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ۔ گواہ شد فضل احمد ولد نواب خاں قوم جٹ باجوہ ساکن تلونڈی عنایت خاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ سکرٹری وصایا حال وارد شہر سیالکوٹ بقلم خود۔

وصیت نمبر ۳۷۹۹

منکہ ماسٹر فقیر احمد ولد سندھے خاں قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال ساکن سلیم پور ڈاکخانہ ٹپی تحصیل و ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۴/۱/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے، غیر منقولہ جائداد تخمیناً دو ہزار روپیہ کی ہے، جس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، مگر میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں ہے، بلکہ ماہوار آمد پر ہے، جو -/۸/۳۲ روپیہ ماہوار ہے، اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا بحق صدر انجمن احمدیہ کے، اگر میں کوئی رقم ایسی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل کردوں تو اس کی رسید حاصل کرونگا، جو جائداد مذکورہ بالا سے منہا تصور ہوگی، اگر میرے مرنے کے وقت کوئی جائداد اس سے زائد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم العبد فقیر احمد ماسٹر حکیم حاذق بقلم خود حال چھاؤنی جالندھر، گواہ شد محمد اقبال سکرٹری دعوۃ و تبلیغ انجمن احمدیہ چھاؤنی جالندھر، گواہ شد فضل الدین انسپکٹر تبلیغ تحصیل جالندھر بقلم خود۔

اعلان

جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ پنجاب کی خدمت میں عرض ہے کہ ابتدائے سلسلہ سے آجتک احمدیوں کو جہاں جہاں پنجاب میں تکالیف دیگئی ہیں خواہ وہ تکالیف غیر احمدیوں سے پہنچی ہوں یا دیگر مذاہب کے لوگوں سے۔ انکی تفصیلات بہت جلد درکار ہیں، مہربانی فرما کر اعلان ہذا کو پڑھکر بہت جلد مفصل رپورٹ دفتر ہذا کو ارسال فرمائیں، ایسی رپورٹس جہاں جہاں سکرٹریاں جماعت موجود ہیں انکی وساطت سے یکجا طور پر اکٹھی بھجوائی جاسکتی ہیں مگر جہاں کوئی جماعت نہ ہو وہاں سے افراد براہ راست بھیجکر ممنون فرمائیں (ناظر امور عامہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے، اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ " سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی چھپوایا ہے، سوا سات سو صفحات ہیں، کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے، مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہیئے، گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے، ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی والوں کیلئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے، ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئیے کہ وہ اپنے مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کو دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے محض اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔"

میری دیرینہ تمنا بر آئی!

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گورو سنگھ سبھا ہمیہ بٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ " مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور۔ ست سری اکال، عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے مگر بوجہ عربی کے نہ جاننے کے ہم محروم تھے، اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ جلد دوم کیلئے ملا، جس سے میری دیرینہ خواہش بر آئی، پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے ہم آپ کے ممنون ہیں اور آپ کے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھکر بیحد خوش ہوئے ہیں اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال کہہ دیں۔"

جناب سردار ابل سنگھ صاحب ایم اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں کہ " چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی، دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا ہوں اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں، میں نے پہلے انگریزی میں بھی ترجمہ پڑھا ہے، لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپکے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا، اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے، کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے، مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائینگی خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے، میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے۔"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ " مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا لیکن عربی سے ناواقف ہونیکی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی، قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں، بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں۔"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ " گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں، قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے، قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں، مثلاً لفظ " انشاء اللہ " کو لیجئے اس کے معنی ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو، یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے، جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے مگر سوا دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا۔ میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں، چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے، یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ " شنیدہ کے بود مانند دیدہ " گرنتھ سامنے پڑا ہے، پڑھکر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے، مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنیوالا شیخ محمد یوسف ہو تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخصاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پہ سہاگہ ہے، خدا کرے کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہانتک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی، جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے، تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ اخیر تک اذان سن سکیں گے، مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا، اس کے باہر ایک مسجد تھی، جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی آواز آئی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، میں اسوقت گو بے سمجھ تھا، مگر اس قدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے، جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا، تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - اب شیخصاحب کی مہربانی، کشادہ دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے، اب کانوں میں ... انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں، ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو تو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے، یہ سب جہالت کے رنگ ہیں، میں درگاہ پاک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروردگار میں شیخصاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخصاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے۔"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے

(فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول توگلوالہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے، بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک نقطہ کے مطلب کو سمجھا ہے بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے، جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی، کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں، مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہوں گے، جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو، سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہوبہو دیداروں تک پہنچایا ہے، جو عربی نہیں جانتے تھے، مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونیکے لئے تڑپ رہی تھیں، آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی، قصہ کوتاہ! مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی، قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے، میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بارآور فرمائے۔"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر

خانپور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا، جو انہوں نے جگت اودھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور مخلوق خدا کیلئے خدا کا چشمہ کھول دیا۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان، سکھ مسلم اتحاد، مسلمانوں کے احسان سکھوں پر، روانہ کیں اور میں نے بغور پڑھیں، میں نے تقریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے، یہ (Open fact) بین حقیقت ہے، قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے، میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں، آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین۔

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محفوظ ہوا، اسکی لکھائی، چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے، ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی دانوں کیلئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے، میری پرارتھنا (دعا) ہے، کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے میں نے بہت سی پستکوں (کتب) کا مطالعہ کیا ہے، لیکن کسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی

رحیم یار خاں

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے، بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

سردار کرتار سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر

سنگرور ریاست جیند لکھتے ہیں کہ "شرمیان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے، کم ہے۔"

مہنت وساوا رام صاحب گیانی کبیر پنتھی راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے، آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، آپکو اسکا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو اننت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا؟" یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون کو منگوا کر دیا ہے، خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے، اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۳ء کے انکو میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کیساتھ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے، مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا، ترجمہ واقعی عام فہم ہے اور شیخصاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔" **نور** ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ **صرف دو روپے** ہے

یہ ترجمہ جسکے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز ۸/۲۲×۲۰

ملنے کا پتہ :- مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداس پور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ!

اکسیر البدن رجسٹرڈ دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھکر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں، اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں کیونکہ دل میں نئی اُمنگ اعضاء میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچروپے (صہ) محصول ڈاک علاوہ۔

ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر سیّد رشید احمد صاحب ایس اے ایس آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپکی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بے حد فائدہ ہوا ہے، جس کیلئے میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں، براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں"

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں!

کیونکہ ضعف بصر، گکرے، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی رتوند، ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہوگئی، اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی ہے. اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے تقاضہ کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ، اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے، اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے، مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بےچینی، سستی، اداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عنہ ۲) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی، اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی، استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی، جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ کیجئے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد گٹھیا کے درد، عرق النساء کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسموں کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے نامور جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کے لئے اکسیر قصہ کوتاہ۔ قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب اے ایر آبزرویٹری آگرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی ہے، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے، قیمت صرف تین روپے (سے) محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے، انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی چمک دیتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے صرف ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بےنظیر تحفہ ہے مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بےچینی، گھبراہٹ، سستی، اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایک ماہ کی خوراک جس میں ۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے (ﷲ) محصول ڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باد گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کے لئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بےنظیر چیز ہے قیمت صرف دو روپے (عہ) محصول ڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف ہے، پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایکدن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو، تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایکسو گولی کی قیمت صرف دو روپے، محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپے (عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصول ڈاک علاوہ

بیس سالہ احتلام، جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خان صاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھر کے کاٹنے سے جو بےچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جسطرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہر) محصول ڈاک علاوہ

بال اڑانے کا بے ضرر اور خوشبودار پوڈر قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب